کشمیر بزور شمشیر (۴۰)

تاریخ جموں وکشمیر

سال	ماہ	تاریخ	واقعہ
90-	8 -	6	پی پی پی کی حکومت صدر اسحاق خان نے ختم کر دی۔
90-	9 -	9	پاکستان دنیا کے ایٹمی نقشے پر آگیا ہے۔ (ڈاکٹر عبدالقدیر خان)
90-	10-	28	پی پی پی حکومت ختم ہوتے ہی نگران حکومت نے آزاد کشمیر کی امداد بند کر دی۔ (راٹھور)
90-	11-	23	بھارتی وزیر اعظم چندر شیکھر سے کہ دیا ہے کہ سب سے پہلے مسئلہ کشمیر حل کیا جائے گا (وزیر اعظم نواز شریف)
90-	11-	24	ہم ''شملہ'' سمیت کسی معاہدے کو بالکل نہیں مانتے۔ (وزیر اعظم نواز شریف)
90-	12-	11	بھارت نے پنجاب کی سرحد پر 2 بریگیڈ فوج کا اضافہ کر دیا۔
90-	12-	12	بھارت مسلمانوں کا قتل عام بند کرائے۔ (حکومت پاکستان)
91	2-	5	پاکستان اور آزاد کشمیر میں اہل کشمیر سے یکجہتی کا دن منایا گیا۔
91	3-	28	مقبوضہ کشمیر میں رائے شماری کے لیے امریکی سینیٹ میں قرارداد پاس ہوئی۔
91	3-	31	وزیر اعظم ممتاز راٹھور نے آزاد کشمیر اسمبلی توڑ دی۔
91	4-	5	حریت پسندوں نے سرینگر میں بھارتی کیمپوں پر راکٹوں سے حملہ کر دیا۔ رات بھر دھماکے
91	4-	14	بھارت نے مسئلہ کشمیر پر مذاکرات سے انکار کر دیا۔
91	4-	30	پاکستان نے ایٹمی پروگرام کے بدلے امریکی امداد کی پیشکش ٹھکرا دی۔
91	5-	2	پاکستان کو میزائل ٹیکنالوجی دینے پر امریکہ نے چین کی امداد روک دی۔
91	5-	5	امریکی کانگریس نے پاکستان کی امداد بحال کرنے کے لیے شرط لگائی کہ صدر بش پاکستان میں ایٹم بم نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر دے۔
91	5-	6	بھارتی فوج نے کنٹرول لائن کے قریب 81 حریت پسند شہید کر دیے۔
91	5-	8	راولپنڈی میں کشمیری لیڈر فاروق حیدر کے کلینک میں بم دھماکے سے 10 افراد ہلاک 29 زخمی
91	5-	17	پاک فوج نے گولہ باری کرنے والی بھارتی چوکی تباہ کر دی۔

دنیا امید کے سہارے

مستقبل کی فکر

میاں انوار اللہ

''مستقبل'' انسانی زندگی کا سُہانا سپنا ہے۔ یہ سہانا سپنا انسان کو آگے بڑھنے کا جذبہ اور ولولہ عطا کرتا ہے۔ یہ جذبہ اور ولولہ ہی زندگی کا راز ہے اور مقصدِ حیات بھی۔ یہ زندگی کا راز اور مقصد حیات اس وقت ہوگا جب انسان اپنی زندگی کو خالق کائنات کے ہدایت نامہ قرآن مجید اور رحمت للعالمین ﷺ کے ارشادات گرامی کے تابع کر دیتا ہے۔ ورنہ اس کا کردار ''بولہبی'' اور فرعونیت کا روپ دھار کر مخلوقِ باری تعالیٰ کے لیے اذیت ناک بن جاتا ہے۔

مشاہدہ ہے کہ ہم مسلمان بالخصوص پاکستان کے مسلمان زندگی کا سنہری وقت بُنے اور زندگی کا بیش بہا حصہ مستقبل کی آرزوؤں کے تانے بانے جوڑنے کی نذر کر دیتے ہیں۔ یہ امنگیں قبر کی دیوار تک ہمارے ساتھ جونک کی طرح چمٹی رہتی ہیں۔ کیونکہ یہ آرزئیں اور امنگیں بے جا اور مقصد حیات سے لاتعلق ہوتی ہیں۔

دینِ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اور اپنے ماننے والوں کو ''مستقبل'' بنانے اور اسے حسین ترین بنانے کی دعوت دیتا ہے۔ یہ دعوت اپنے دامن میں دنیاوی اور اخروی زندگیوں کو سموئے ہوئے ہے۔ یہ دعوت ہے: ﴿یؤمنون بالغیب﴾ ''جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں'' اور ﴿وبالاٰخرۃ ھم یوقنون﴾ ''اور وہ لوگ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں'' [البقرۃ ۳۔۴]

''غیب'' وہ چیزیں جو انسانی ادراک وفہم میں نہیں آسکتیں۔ جیسے ''اللہ تعالیٰ کی ذات، انبیاء کرام پر وحی کا نزول، جنت جہنم، فرشتے، عذابِ قبر اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری، ﴿یؤمنون بالغیب﴾ اور ﴿وبالاٰخرۃ ھم یوقنون ۝﴾ مسلمان کا دینی سرمایہ حیات ہے۔ جبکہ ان کا انکار کھلم کھلا گمراہی ہے۔

مقام حسرت ویاس ہے کہ ہم مسلمان اکثر وبیشتر اس لازمی اور انتہائی لازمی عقیدے سے شانِ بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اکثر جاہلوں کے منہ سے یہ جملہ سننے میں آتا ہے۔ ''ایہہ جگ مٹھا تے اگلا کس ڈٹھا'' (پنجابی) یعنی یہ دنیا میٹھی اور دلربا ہے خوب فائدہ سمیٹو۔ اُخروی زندگی کس نے جا کر دیکھی ہے؟ یعنی اپنے ذاتی مفاد حاصل کرلو۔ خواہ ذرائع حرام ہی کیوں نہ ہوں؟ اردو زبان میں اس کا ہم معنی ضرب المثل ہے ''بہتی گنگا میں ہاتھ دھولو''

دینِ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جائز ذرائع اختیار کرو۔ کم ہمتی اور پژمردگی سے بچو۔ مسلم کی شان تو یہ ہے کہ اپنے موجودہ

وقت کا خیال اور احساس کرتے ہوئے ''کل کی ریزلٹ'' کا پہلے سے تعین کر لیتا ہے۔ تا کہ اسے ''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت'' کا روزِ سیاہ نہ دیکھنا پڑے۔

خالق کائنات کا پیغام: (۱)﴿ یٰأیھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد ﴾[الحشر:۱۸]
''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل (مستقبل) کے لیے کیا [illegible] ہے۔''

(۲) ﴿وانفقوا من مارزقنٰکم من قبل أن یاتی أحدکم الموت فیقول رب لو لا أخرتنی إلٰی أجل قریب فأصدق وأکن من الصالحین ۞﴾[المنافقون:۱۱] ''اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) قبل ازیں خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! مجھے تو تھوڑی سی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔''

اللہ کی راہ میں کیا اور کتنا خرچ کیا جائے؟ : قرآن ہمیں بتاتا ہے﴿ویسئلونک ماذا ینفقون قل العفو﴾ [البقرۃ ۲۱۹] ''اور آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیں جو ضرورت سے زیادہ ہو۔'' تفسیر فتح القدیر میں ہے: جو آسان اور میسر ہو اور دل پر شاق نہ گزرے۔

اسلام نے اعتدال کی تعلیم دی ہے۔ اگرچہ صدقہ وخیرات کرنے کا ثواب ان گنت ہے۔ اور خرچ کرنے والا اپنے اخروی مستقبل کی فکر میں ہے۔ جبکہ رب العالمین اس بندۂ مومن کے زیر اثر زندگی گزارنے والے افراد کے مستقبل کی بھی فکر کرتا ہے۔ اندھا دھند جوش میں آکر ہوش کو بالائے طاق رکھ کر خرچ کرنے سے اسلام نے سختی سے روکا ہے۔ قرآن پڑھیے ﴿ولاتجعل یدک مغلولۃ الیٰ عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا ۞﴾ [بنی اسرائیل:۲۹] ''اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھو اور نہ اسے بالکل کھول دو کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ'' اللہ نے بخل کرنے اور گنجائش سے زیادہ خرچ کرنے سے روکا ہے۔

مستقبل کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں کے لیے لمحۂ فکریہ

بجھی عشق کی آگ ، اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

آج کل یہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے کہ آبادی زیادہ اور وسائل کم ہیں۔ آئندہ کیا ہوگا؟ اس بات کی اتنی تشہیر ہو رہی ہے کہ ذی شعور انسان اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ اگر ایک بچہ دنیا میں ایک منہ لے کر آتا ہے تو کمانے

کے لیے دو ہاتھ بھی لے کر آتا ہے۔ سینئر پود کا فرض ہے کہ موجودہ وسائل کو ایماندارانہ اور دیانتدارانہ طریق پر بروئے کار لائے، تاکہ آئندہ پود مصائب وآلام سے دوچار نہ ہو۔لیکن اس کی بجائے ہمارے ہاں ''گنگا ہی الٹی بہہ رہی ہے'' ہر سطح پر ہر کس وناکس ذاتی مفاد کے لیے ہلکان ہوا پھرتا ہے، خواہ اس کے لیے کتنے ہی پاپڑ کیوں نہ بیلنے پڑیں۔ایمانداری، دیانتداری اور محنت کو بالائے طاق رکھ کر راتوں رات ارب پتی بننے کی فکر میں ہے۔اور خواہش ہے کہ میری باگیں کھلی ہوں، جو جی میں آئے کروں؛ لیکن دوسرے سو فیصد مومن ہوں۔اس غلط سوچ نے یہ دن دکھایا۔آج تقریباً نوے فیصد لوگوں کا رزق معاشرے کے بااثر دس فیصد لوگ کھا رہے ہیں اور دس فیصد لوگوں کا رزق نوے فیصد غریب عوام کے حصے میں آرہا ہے۔دیکھیے قرآن کہتا ہے:

۱۔ ﴿ وکأین من دآبة لا تحمل رزقها الله یرزقها وإیاکم وهو السمیع العلیم ۞ ﴾ [العنکبوت:٦٠] ''اور بہت سے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے۔ان سب کو اور تم کو بھی اللہ ہی روزی دیتا ہے اور وہ بڑا ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

۲۔ ﴿وما من دآبة فی الأرض إلا علی الله رزقها ﴾[هود:٦] زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں، سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھی ہیں۔''

۳۔ ﴿إن الله هو الرزاق ذو القوة المتین ۞﴾[الذاریات:٥٨] ''بے شک اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں، توانائی والا اور زور آور ہے۔''

رزق کے لیے شرائط بھی پوری کریں: رب کائنات کا ارشاد ہے:﴿فقلت استغفروا ربکم إنه کان غفارا ۞ یرسل السمآء علیکم مدرارا ۞ ویمددکم بأموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انهٰرا ۞﴾[نوح: ١٠-١٢] ''اور میں (نوح) نے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ۔وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔اور تمہیں پے درپے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا۔اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا۔'' تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ صلوٰۃ استسقاء کی خاطر منبر پر چڑھے تو صرف آیاتِ استغفار (بشمول مذکورہ آیت) پڑھ کر منبر سے اتر آئے۔فرمایا کہ میں نے بارش کو بارش کے راستوں سے مانگا ہے، جو آسمانوں میں ہیں۔جن سے زمین پر بارش ہوتی ہے۔حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے قحط سالی، فقر وفاقہ کی شکایت اور طلب اولاد پر استغفار ہی کی تلقین کی۔انسان مال واولاد کا فطرتاً دلدادہ ہے۔مزید یہ کہ گناہ بخشے جائیں تو عزت ہی عزت ہے۔

ملک وقوم کو رزق کی تنگی سے بچانے کے لیے انتظامی مہارت لازمی ہے: ملک وقوم کو بدحالی سے

بچانے کی مہم میں ایمانداری اور انتظامی امور میں مہارت کامیابی کی ضمانت ہے۔ بے ایمانی اور امورِ جہانبانی کی سوجھ بوجھ سے عاری قیادت ملک وقوم کا ستیاناس کردیتی ہے۔ دیکھیے اللہ کے نبی سیدنا یوسف علیہ السلام اپنے بادشاہ سے کیا کہتے ہیں:
﴿ اجعلني على خزائن الأرض إني حفيظ عليم ۞ ﴾[یوسف: ۵۵] ''آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کردیجیے۔ میں حفاظت کرنے والا، باخبر ہوں۔'' اس سے پہلے سیدنا یوسف علیہ السلام بادشاہ کے خواب کی تعبیر کرتے ہیں
﴿یوسف ایها الصدیق افتنا فی سبع بقرات سمان یأکلهن سبع عجاف وسبع سنبلٰت خضر واخر یٰبسٰت لعلی أرجع الی الناس لعلهم یعلمون ۞ قال تزرعون سبع سنین دأبا فما حصدتم فذروه فی سنبله إلا قلیلا مما تأکلون ۞ ثم یأتی من بعد ذٰلک سبع شداد یأکلن ما قدمتم لهن إلا قلیلا مما تحصنون ۞ ثم یأتی من بعد ذٰلک عام فیه یغاث الناس وفیه یعصرون ۞ ﴾[یوسف: ۴۶۔ ۴۹] ''اے یوسف! بہت بڑے سچے! آپ ہمیں خواب کی تعبیر بتائیے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں جنھیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔ اور سات سبز خوشے ہیں اور سات ہی دوسری ہیں جو بالکل خشک ہیں۔ تاکہ میں واپس جاکر ان لوگوں سے کہوں تاکہ وہ سب جان لیں۔ آپ نے جواب دیا کہ تم سات سال تک پے درپے حسب عادت غلہ بویا کرنا اور فصل کاٹ کر اسے بالیوں سمیت ہی رہنے دینا، سوائے اپنے کھانے کی تھوڑی سی مقدار کے۔ اس کے بعد سات سال سخت ترین قحط کے آئیں گے۔ وہ اس غلے کو کھا جائیں گے جو تم نے ان کے لیے ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا۔ سوائے تھوڑا سا غلہ جسے تم روک رکھتے ہو۔ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں لوگوں پر خوب بارش برسائی جائے گی۔ اور اس میں (شیرۂ انگور بھی) خوب نچوڑیں گے۔'' خزانہ ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ جس میں چیزیں حفاظت کی خاطر رکھی جاتی ہیں'' خزانة الارض '' وہ گودام جہاں غلہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس گودام کا چارج لینے کی خواہش کا اظہار اس بنا پر تھا کہ آپ علیہ السلام کے علاوہ کوئی فرد مصر بھر میں قحط کو کنٹرول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تھا۔ اللہ کا نبی سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کا ہمدرد ہوتا ہے۔ اس لیے مخلوق الٰہی کی بہتری کے پیشِ نظر اور شاہِ مصر کی پیشکش پر یہ عہدہ قبول کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی انتظامی مہارت دیکھیے کہ آپ نے حکم دیا کہ سات سال تم لگاتار کاشتکاری کرو اور غلہ اگاؤ۔ اس غلے کو بالیوں سمیت محفوظ کرلینا جو آسان بھی ہے اور دیرپا بھی رہتا ہے۔ یہی ذخیرہ شدہ غلہ قحط کے سات سالوں میں لوگوں کے استعمال میں آئے گا۔ تعبیر خواب کا خواب سے کیسا لطیف تعلق ہے؟! اس کے لیے اللہ کا عطا کردہ وجدان، ذوقِ سلیم اور ملکہ راسخہ درکار رہتا ہے۔

قومی خزانہ قوم کی امانت ہے: سماجی زندگی میں باہمی معاملات کا حسن وخوبی سے انجام دینا ہی امانت داری